140036 ـ كيا عقد نكاح كے وقت خاوند پر قبيلے كے سرداروں كو كچھ مبلغ كى ادا كرنا لازم ہے ؟

سوال

ہمارے ہاں جہاں ميں پيدا ہوا ہوں شادى كے وقت ايك رسم اور عادت ہے جس كے بارہ ميں مجھے شك سا ہے كہ جب كوئى شخص كسى عورت سے شادى كرنا چاہتا ہے تو وہ قبيلے كے سرداروں كو كچھ رقم ديتا ہے، يہ رقم قبيلے كے بڑے افراد ميں تقسيم كى جاتى ہے.
اور يہ مال مہر ميں شامل نہيں ہوتا بلكہ زائد اخراجات ميں شامل كيا جاتا ہے جو مہر ميں شامل نہيں، اور كم از كم پانچ سو ڈالر دينا ضرورى ہيں، برائے مہربانى مجھے بتائيں كہ اس ميں دين اسلام كى رائے كيا ہے ؟

پسنديدہ جواب

الحمد للہ.

شافعيہ كے ہاں اگر كسى شخص نے عورت سے اس شرط پر شادى كى كہ وہ عورت كے باپ كو ايك ہزار دےگا، يا پھر خاوند اسے ايك ہزار دےگا، تو دونوں صورتوں ميں ہى مہر فاسد ہو جائيگا؛ كيونكہ اس نے شرمگاہ كے مقابلہ ميں بيوى كے علاوہ كسى اور كو مال ديا ہے، اس طرح ان كے ہاں دونوں صورتوں ميں عورت كو مہر مثل حاصل ہوگا، كيونكہ مہر مسمى فاسد ہو چكا ہے.

اور حنابلہ كہتے ہيں: صرف عورت كے باپ كے ليے بيٹى كے مہر سے اپنے ليے كچھ رقم لينے كى شرط ركھنا جائز ہے، اس ليے اگر اس نے بيٹى كى شادى ايك ہزار بيٹى اور ايك ہزار اپنے ليے پر كى تو يہ اتفاق صحيح ہے، اور يہ سارا مہر ہى ہوگا، اس كے سارے مال كى طرح باپ ملكيت كى نيت اور قبضہ كرنے كى صورت ميں ہى اس كا مالك بنےگا، اس كى شرط يہ ہے وہ بيٹى كا مال ہڑپ نہ كر جائے.

اور اگر يہ شرط ركھى جائے كہ سارا يا كچھ مہر باپ كے علاوہ كسى اور كو ملےگا مثلا دادا يا بھائى يا وہ باپ جس كا مالك بننا صحيح نہيں، تو يہ مہر مقرر كرنا صحيح ہوگا ليكن شرط لغو ہوگى، اور سارے كا سارا مہر عورت كو ہى ملےگا كيونكہ اس نے جو شرط ركھى ہے وہ سب شادى كے عوض ميں ہے تو اس طرح يہ عورت كا مہر ہوگا.

ديكھيں: الام (5 / 78) اسنى المطالب (3 / 205) الانصاف (8 / 248) الفقہ الاسلامى و ادلتہ (9 / 263).

اور ابن قدامہ رحمہ اللہ كہتے ہيں:

" لڑکی کے باپ کے لیے جائز ہے کہ وہ بیٹی کے مہر میں سے اپنے لیے بھی کچھ کی شرط رکھ لے، اسحاق رحمہ اللہ کا قول یہی ہے، اور مسروق رحمہ اللہ سے مروی ہے کہ جب انہوں نے اپنی بیٹی کی شادی کی تو اپنے لیے دس ہزار کی شرط رکھی اور اسے حج اور مسکینوں میں خرچ کیا، پھر کہنے لگے: اپنی بیوی کو بھی تیار کرو "

اسی طرح علی بن حسین رحمہ اللہ سے بھی مروی ہے، اور عطاء، طاؤوس، عکرمہ، عمر بن عبد العزیز، ثوری، ابو عبید کا کہنا ہے، یہ سارا عورت کے لیے ہوگا "

اور امام شافعی رحمہ اللہ کہتے ہیں:

" اگر ایسا کرے تو عورت کو مہر مثل ملےگا، اور جو مہر مقرر کیا گیا تھا وہ فاسد ہو جائیگا؛ کیونکہ اس فاسد شرط کی بنا عورت کے مہر میں کمی ہوئی ہے؛ اور اس لیے بھی کہ مہر تو بیوی کو دینا واجب ہے، اور اس کی شرمگاہ کے عوض میں ہے، اس طرح وہ مجہول رہےگا، کیونکہ اس شرط کی بنا پر جو مہر میں کمی ہوئی ہے ہمیں وہ پوری کرنا ہے، اور یہ مجہول ہے اس طرح یہ فاسد ہو جائیگا.

اور اگر یہ شرط باپ کے علاوہ کسی اور کے لیے لگائی گئی ہو مثلا دادا یا بھائی یا چچا کے لیے تو یہ شرط ہی باطل ہو گی، امام احمد نے یہی بیان کیا ہے کہ جو مہر مقرر کیا گیا ہوگا وہ سب عورت کو ملےگا، ابو حفص یہی بیان کرتے ہیں، مسئلہ کے ابتدا میں ہم نے جن علماء کے نام ذکر کیے ہیں ان کا قول بھی یہی ہے.

اور امام شافعی رحمہ اللہ کہتے ہیں: اس صورت میں مہر مثل واجب ہوگا، اور قاضی رحمہ اللہ نے بھی " المجرد " میں یہی بیان کیا ہے " انتہی مختصرا.

دیکھیں: المغنی ابن قدامہ (7 / 171 - 172).

جب یہ واضح ہوگیا کہ باپ کی اپنی بیٹی پر ولایت ہونے اور اس کے نکاح کا باپ کے ہاتھ میں ہونے کے باوجود اپنے لیے جو شرط رکھے اس میں علماء کرام کا اختلاف پایا جاتا ہے، اور راجح قول یہی ہے کہ مہر میں باپ اپنے لیے کچھ شرط نہیں لگا سکتا، اور باپ کے علاوہ اگر کوئی دوسرا ولی یہ شرط رکھے تو وہ شرط ہی باطل ہوگی، اس طرح یہ واضح ہوا کہ:

قبیلہ کے سردار اور بڑے یا کوئی دوسرا ولی جو شادی کرانے میں مال کی شرط رکھتے ہیں اس کا بطلان اظہر من الشمس ہے، اور یہ لوگوں کا ناحق مال ہڑپ کرنے کے مترادف ہے، اور یہ ظالمانہ ٹیکس ہے جو ظالم و جابر لوگوں پر لگا رہے ہیں.

شیخ ابن عثیمین رحمہ اللہ سے درج ذیل سوال کیا گیا:

ہمارے ہاں عادت و رسم ہے کہ جب کوئی شخص شادی کرتا ہے تو اس کے لیے شرط رکھی جاتی ہے کہ وہ کچھ مبلغ مثلا بیس ہزار مہر کے علاوہ ادا کرے اور یہ شرط عقد نکاح میں لکھی جاتی ہے، یہ مبلغ عورت کا باپ یا پھر جو ولی بن کر اس کی شادی کر رہا ہو خود لیتا ہے، لیکن اس میں سے بیوی کو کچھ نہیں دیا جاتا، کیا یہ جائز ہے یا نہیں ؟

شیخ رحمہ اللہ کا جواب تھا:

" اس سوال پر ہمارا جواب یہ ہے کہ: مہر یا کوئی نام کی جو چیز بھی نکاح کے عوض میں دی جاتی ہے یہ بیوی کی ملکیت ہے؛ کیونکہ اللہ سبحانہ و تعالی کا فرمان ہے:

اور تم عورتوں کو ان کے مہر خوشدلی کے ساتھ ادا کرو .

لڑکی کے والد یا کسی اور کے لیے جائز نہیں کہ وہ اس مہر وغیرہ سے اپنے لیے کسی چیز کی شرط رکھے، لیکن جب عقد نکاح ہو جائے اور خاوند اگر کسی سسرالی رشتہ دار کی تکریم کرنا چاہتا ہو تو اس میں کوئی حرج نہیں.

اور اسی طرح جب عقد نکاح مکمل ہو جائے اور بیوی اپنا مہر حاصل کر لے اور لڑکی کا والد اس میں سے کچھ لینا چاہے تو اس میں کوئی حرج نہیں؛ کیونکہ نبی کریم صلی اللہ علیہ وسلم کا فرمان ہے:

" تم اور تمہارا مال تمہارے والد کا ہے "

لیکن عقد نکاح کے وقت یہ شرط رکھنا کہ مہر میں سے کچھ لڑکی کا باپ یا بھائی یا کوئی اور جو عقد نکاح کا ذمہ دار ہے لےگا حرام ہے " انتہی

دیکھیں: فتاوی نور علی الدرب (10 / 236 - 237).

اور شیخ رحمہ اللہ کا یہ بھی کہنا ہے:

" باپ یا کسی اور کے لیے جائز نہیں کہ وہ لڑکی کے مہر میں سے کچھ تھوڑا یا زیادہ اپنے لیے رکھنے کی شرط لگائے، مہر سارے کا سارا بیوی کا حق ہے.

اللہ سبحانہ و تعالی کا فرمان ہے:

اور عورتوں کو ان کے مہر خوشدلی سے ادا کرو، پھر اگر وہ اس میں سے کوئی چیز تمہارے لیے چھوڑنے پر دل سے خوش ہو جائیں تو اسے کھا لو اس حال میں کہ مزے دار و خوشگوار ہے النساء (4).

یہاں اللہ سبحانہ و تعالی نے مہر کی اضافت عورتوں کی طرف کی ہے، اور اس میں انہیں تصرف کرنے کا حق قرار دیا ہے.

لہذا جب مہر عورت کا حق ہے، اور اس میں اسے ہی تصرف کرنے والی بنایا ہے تو پھر مرد یعنی اس کے ولی کے لیے حلال نہیں کہ وہ اس میں سے کچھ اپنے لیے رکھنے کی شرط لگائے، چاہے وہ ولی باپ ہو یا کوئی اور؛ لیکن جب عقد نکاح ہو جائے اور مہر بیوی کی ملیکت میں آ جائے تو اس کے باپ کو حق ہے وہ جتنا چاہے اسے اپنی ملکیت لے سکتا ہے؛ لیکن شرط یہ ہے کہ اس میں ملکیت کی وہ شروط پائی جائیں جنہیں اہل علم نے بیان کیا ہے جن میں ایك شرط یہ بھی ہے کہ عورت کو اس سے نقصان و ضرر نہ ہوتا ہو.

لیکن باپ کے علاوہ کسی دوسرے ولی کو حق حاصل نہیں کہ وہ عورت کے مہر سے کچھ حصہ کا مالك بن سکے، ہاں یہ اور بات ہے کہ عورت عقلمند و رشیدہ ہواور مال میں تصرف کرنے کی اہلیت رکھتی ہو اور اپنی مرضی و رضامندی سے ولی کو کچھ دے.

میں یہ بات اس لیے کر رہا ہوں تا کہ یہ لالچی اور ڈکارنے والے عورتوں کے مہر کھانے سے باز آ جائیں، میرا خیال ہے کہ جب ولی کو یہ علم ہو کہ مہر میں اس کا کوئی حق نہیں، بلکہ یہ خالصتا عورت کا حق ہے، اور اگر اس نے غیر شرعی طریقہ سے ایك پیسہ میں مہر سے رکھا تو وہ گنہگار ہوگا، اور اس کا کھانا حرام ہے، میرے علم کے مطابق اگر معاملہ ایسا ہی ہو تو ولی کے لیے رشتہ کے لیے آنے والے نوجوان کا رشتہ قبول کرنے میں آسانی ہو جائیگی، شرط یہ ہے کہ اگر وہ رشتہ مناسب و کفو والا ہو، اور عورت اس رشتہ کو قبول کرنے پر راضی ہو. باقی علم تو اللہ کے پاس ہے.

رہی یہ بات کہ اس طرح کے لالچی اور مال ڈکارنے والے ولی جن کے دل میں رحم نہیں ہے، اور شفقت ختم ہو چکی ہے وہ مہر سے اپنے لیے بہت زیادہ رقم رکھنے کی شرط لگاتے ہیں ان کے لیے یہ حرام ہے، حلال نہیں.

ہم اللہ تعالی سے امید کرتے ہیں کہ وہ اس مشکل میں آسانی پیدا فرمائے " انتہی باختصار

دیکھیں: فتاوی نور علی الدرب (10 / 226).

مزید تفصیل دیکھنے کے لیے آپ سوال نمبر (2491) کے جواب کا مطالعہ ضرور کریں.

واللہ اعلم .